قسط نہم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد واپس لوٹا تو اپنی طرف سے جب یہ خوشخبری مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مشنری انچارج کو سنائی کہ حضور جرمنی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مکرم انوری صاحب نے ماہ جولائی میں وکیل التبشیر صاحب ربوہ کی طرف سے موصول ہونے والا خط میرے آگے رکھ دیا جس میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے لکھا تھا کہ ”حضور دورہ یورپ کے دوران جرمنی بھی جائیں گے۔ تاریخوں کی اطلاع آپ کو حضور کی طرف سے مل جائے گی۔ اس بارے میں حضور نے تاکید فرمائی ہے کہ قیام مشن ہاؤس ہی میں ہوگا۔ دورہ

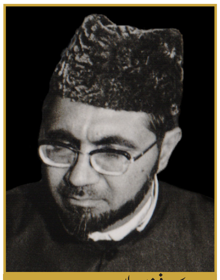

مکرم فضل الٰہی انوری صاحب

کے دوران اٹھنے والے مقامی اخراجات کے لئے دوستوں کو زائد چندہ کی تحریک نہ کی جائے۔ زیادہ سے زیادہ سادگی اختیار کی جائے“۔ خط پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ میں انوری صاحب کے لئے کوئی نئی خبر نہیں لایا۔ حضور کے دورہ جرمنی کی اطلاع فرانکفرٹ مشن میں بہت پہلے سے آ چکی تھی اور مصلحتاً مکرم انوری صاحب نے احباب سے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے اس سے پہلے بھی محسوس کیا تھا کہ مکرم انوری صاحب اطلاع و ہدایت کو جاری کرنے میں جلدی نہ کرتے بلکہ موقع پیدا ہونے پر یا مناسب وقت پر اس کو ظاہر کرتے۔ اب سوچتا ہوں یہ بھی ایک تربیت اور انتظامی ٹریننگ کا حصہ تھا۔ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ فوٹو کاپی کے اخراجات بچانے کے لئے مکرم انوری صاحب خطوط لکھتے وقت کاربن پیپر کا استعمال کرتے تھے۔ جن دنوں انہوں نے مجھے خطوط لکھوانے شروع کئے انہی دنوں وکیل التبشیر صاحب ربوہ کا ایک خط موصول ہوا کہ ”شنید ہے کہ مکرم مولوی عبدالمنان عمر صاحب جرمنی جا رہے ہیں۔ اگر وہ مشن ہاؤس آئیں تو ان کے ساتھ پورے احترام کے ساتھ پیش آیا جائے۔ مولوی عبدالمنان عمر صاحب مشن ہاؤس آئے تو نہیں لیکن انوری صاحب ان دنوں خود خوب بیدار رہے لیکن جماعت میں کسی سے اس امکانی خبر کا ذکر نہیں کیا۔ غرض جس انسان پر ذمہ داری ہو وہ عوام الناس کے لئے فیصلہ کرتے وقت مصلحت کو مقدم جانتا ہے لیکن مجھ جیسے کمزور انسان جلد بازی میں اس کا برا مان جاتے ہیں۔ زندگی میں ایسی غلطیاں مجھ سے بھی سرزد ہوئیں۔ اب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو کئی واقعات پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ میرے وہ مہربان جنہوں نے میری دینی و انتظامی تربیت کی اور وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ان کو یاد کرتے وقت ان کے سامنے احساس ندامت کے ساتھ پیش ہوتا ہوں۔

دورہ جرمنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ

حضور نے یہ دورہ 22 تا 24 اگست 1973ء کو فرمایا۔ دو دن تو سفر میں گزر گئے۔ جو ایک دن ملا اس میں حضور صبح سے رات گئے تک جماعتی مصروفیات میں منہمک رہے۔ ہم جو چند پاکستانی احمدی تھے ان ایام میں روحانی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے ہمہ وقت مشن ہاؤس میں موجود رہے۔ اس دورہ کی رپورٹ مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے کے قلم سے روزنامہ الفضل میں شائع شدہ ہے۔ میں ان واقعات کی جھلک پیش کروں گا جن کا پہلے بہت سرسری ذکر جماعتی لٹریچر میں ملتا ہے۔

حضور 22 اگست کو ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ سے فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کی کار مکرم بشیر احمد رفیق صاحب چلا رہے تھے موبائل فون کا زمانہ تو تھا نہیں اس لئے روانگی کے وقت سے چھ گھنٹے کا اندازہ رکھ کر حضور کے استقبال کی تیاری کی گئی۔ مکرم انوری صاحب اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب نے آپس میں طے کیا کہ سفر کے دوران جہاں بھی حضور کا قافلہ رکے گا وہ بوتھ سے فون کر کے جگہ کی نشان دہی کریں گے تاکہ استقبالیہ ٹیم کو اندازہ ہو کہ حضور کی فرانکفرٹ آمد اندازاً کتنے بجے ہو گی۔ دوسرے قافلہ کی راہنمائی کرتے ہوئے مشن ہاؤس لانے کے لئے فرینکفرٹ ایئر پورٹ کی پہلی پارکنگ لاٹ طے ہوئی۔ 1973ء کا فرینکفرٹ ایئر پورٹ آج سے بہت مختلف تھا۔ ایئر پورٹ کی صرف ایک بلڈنگ تھی جو 1971ء میں بنی۔ اس کے آگے میدان ہی میدان تھا جہاں مختلف پارکنگ کی جگہیں بنائی گئی تھیں۔ طے یہ ہوا کہ موٹروے سے اترتے ہی پہلی پارکنگ کے باہر استقبالیہ ٹیم کھڑی ہو گی جس کے ملنے کے بعد دوبارہ اسی موٹر وے پر سفر کرتے ہوئے مشن ہاؤس آ جائیں گے۔ چنانچہ جب امام رفیق صاحب کا دوسرا فون آیا تو اس کے دو گھنٹے بعد قافلہ کی کاروں کو ایئر پورٹ پہنچ جانا چاہیے تھا۔ وقت کی اسی مناسبت سے استقبالیہ ٹیم ایئر پورٹ کی مقررہ جگہ پر پہنچ گئی۔ جس میں مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مشنری انچارج، مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب (جن کی کار میں یہ سفر ہو رہا تھا)، محترمہ قانتہ عبدالرؤف صاحبہ صدر لجنہ فرانکفرٹ، مکرم مرزا خلیل احمد صاحب ابن مکرم حضرت مرزا عبدالحق صاحب آف سرگودھا بطور فوٹو گرافر اور خاکسار عرفان احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفرٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ دورہ جرمنی 1973ء کے دوران مسجد نور فرانکفرٹ کے سامنے احباب جماعت کے درمیان

شامل تھا۔ ہم لوگ طے شدہ جگہ پر اندازے سے ایک گھنٹہ زیادہ کھڑے رہے۔ میں ایئر پورٹ بوتھ سے بار بارمشن ہاؤس فون کرتا کہ شاید امام رفیق صاحب کا فون آیا ہو۔ وہاں سے جواب نفی میں ملتا۔ پریشانی بڑھنے لگی تو ہم لوگ کار میں موٹروے پر مخالف سمت میں کافی دور تک دیکھنے گئے اور پھر لوٹ آئے۔ اب جب مشن ہاؤس فون کیا تو معلوم ہوا حضور مشن ہاؤس پہنچ چکے ہیں۔ جب استقبالیہ ٹیم واپس مشن ہاؤس پہنچی تو حضور اپنے خدام کے درمیان رونق افروز تھے۔ مکرم انوری صاحب سے مصافحہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج آپ کی بدولت میں نے جرمنی کی ان سڑکوں سے بھی شناسائی حاصل کر لی جو پاکستان کی سڑکوں جیسی ہیں۔ مکرم انوری صاحب نے حضور سے معذرت کی۔ جس پر حضور نے دورہ نائیجیریا کا ایک واقعہ بیان فرمایا جو مکرم انوری صاحب کی وہاں موجودگی میں پیش آیا تھا۔ اس پر مکرم انوری صاحب نے وضاحت دی کہ آج ایئر پورٹ کی پہلی پارکنگ میں ملنے کا طے ہوا تھا اور ہم بر وقت وہاں چلے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا ہم تو ائیر پورٹ سے نہیں گزرے۔ میں نے تو آج پورے فرینکفرٹ شہر کی سیر کر لی ہے۔ تفصیل جاننے پر معلوم ہوا کہ مکرم بشیر رفیق صاحب ائیر پورٹ سے پہلے ہی Wiesbadner Kreuz سے موٹروے بدل کر 66 سے فرینکفرٹ کی طرف چل پڑے اور پھر Hochst – Westkreuz سے فرینکفرٹ میں داخل ہوئے اور راستہ پوچھتے پوچھتے Kaiserlei آفن باخ تک چلے گئے۔ 1973ء میں شہر کی سب سے بُری سڑک دریا کے ساتھ ساتھ Kaiserlei تک جاتی تھی جس پر چلتے وقت کار مسلسل ہچکولے کھاتی رہتی۔ اس سڑک پر چل کر Kaiserlei Roundabout پر پہنچ کر قافلہ ٹیکسی لے کر اس کا پیچھا کرتے ہوئے مسجد نور پہنچا۔ آج موبائل فون اور Navigation نے سفر کس قدر آسان کر دیا ہے۔ اس شام تھکاوٹ حضور کے چہرہ سے نمایاں تھی چنانچہ نماز مغرب و عشاء حضور نے کرسی پر بیٹھ کر ادا کیں جبکہ امامت کے فرائض مکرم بشیر احمد رفیق صاحب نے ادا کئے۔ (الفضل 15 ستمبر 1973)

23 اگست کو صبح حضور نے ایک ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیا۔ ابھی انٹرویو جاری تھا کہ دفتر میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے وہ کال رسیو کی تو بون سفارت خانہ پاکستان سے سعید خان صاحب بات کر رہے تھے۔ " ہمیں معلوم ہوا ہے کہ امام جماعت احمدیہ جرمنی آنے والے ہیں۔ ان کی یہاں آمد پر سفیر پاکستان ان سے ملنے کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ آپ بتا سکیں گے کہ آمد کن تاریخوں میں متوقع ہے اور کتنے روز قیام ہو گا۔ میں نے فون پر عرض کر دیا کہ آمد ہو چکی ہے اور کل زیورک روانگی ہے۔ دس منٹ بعد پھر فون کی گھنٹی بجی اور سعید خان صاحب نے بتایا کہ آج شام سفیر پاکستان ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ حضور اس وقت ٹیلی ویژن کو انٹرویو دے رہے ہیں میں آپ کو دوپہر تک کنفرم کرسکوں گا۔ اپنا ڈائریکٹ نمبر انہوں نے مجھے لکھوا دیا۔ حضور انٹرویو سے فارغ ہوئے تو مکرم انوری صاحب نے سفیر پاکستان کی خواہش حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے فرمایا ''ہاں شام کو آ جائیں'' چنانچہ یہ پیغام سعید خان صاحب تک پہنچا دیا گیا۔ دوپہر کے بعد حضور نے مشن ہاؤس کے ہال نما کمرہ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ (سفیر پاکستان سے ملاقات کا احوال اگلی قسط میں ان شاء اللہ)